Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

بانیان مذاہب کا تقدس (دینی روایات کا مطالعہ)

***Dr Hafiza umme salma, **Ghazanfar Ali Hussain**

*Assistant professor Islamic studies University of Southern Punjab Multan
**PhD scholar Islamia University Bahawlpur

ABSTRACT:

As it is certainly understood that the humanity is passing through a very difficult era regarding different religions prevailing and being believed in the world since countless times. The spiritual forces work as a forceful activists during the revival of any civilization. There should be universal civilization which should be based on solid belief and faith. For which centralization of concepts is necessary. Universal civilization can only be established by a universal personality. Those concepts should be comprehensive, expressive and secured. The Personalities capable of getting these preaches done, should be present. Their preaches/ teachings should encircle all the aspects of life. These teachings should not be only for a special class or any tribe, but these teachings should be for whole the humanity. The creator of the universe has selected messengers from amongst the human beings for messaging purpose between the creator of universe and the creature. This is the certain proof of resurrection of the prophets from Allah Almighty. All the prophets though related with any area, country or nation, are respectable and their holiness is to be secured in the light of the teachings of Holy Quran and Hadith. I have argued that it is very important to analyze the religious thoughts of Holy books regarding the holiness of prophets in the historical stereography.

Key words: *Era, Apostleship, Ethical limits, Holiness*

اس مضمون میں بانیان مذاہب کے تقدس کے حوالے سے دینی روایت کا جائزہ لیا جائے گا۔ دینی روایت کا منظم مطالعہ کے لیے اس کو بنیادی طور پر دو فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں بانیان مذاہب کے تقدس کے حوالے سے اسلامی روایت کا جائزہ لیا جائے گا جبکہ دوسرے حصہ میں دیگر سامی ادیان کی روایت کا مطالعہ کیا جائے گا۔ یہ مطالعہ اسلامی روایت کو سمجھنے میں بھی مفید ثابت ہو گا کیونکہ اسلام براہِ راست سامی ادیان کی روایت سے جڑا ہوا ہے۔ جبکہ بحیثیت مذہب دیگر مذاہب سے بھی اس کا مابعد الطبعیاتی تعلق ہے۔ اسی مناسبت سے یہ مباحث قائم کی گئی ہیں۔

تقدس کا معنی و مفہوم:

عربی لغت میں تقدس "ق د س" مشتق ہیں تقدس عربی زبان سے اسم مشتق اور ثلاثی مزید فیہ کے باب تفصیل سے مصدر ہے۔[1] تقدس کے معنی ہیں پاک ہونا، خالص ہونا، پاکیزگی (یہ اس درجہ کے لوگ ہوتے ہیں جن کا تقدس یا زہد اور پاکیزگی مسلم ہوتی ہے) اردو میں بطور خاص مصدر مستعمل لکھا گیا ہے۔[2] اردو زبان میں سب سے پہلے ۱۹۰۸ء میں اس کو سر سید احمد خان کی تفسیر القرآن میں مستعمل لکھا گیا ہے۔[3] انگریزی میں ہے۔

Being Pure and Holy, Purity, Sanctity, Holiness.

القاموس الجدید میں تقدس کے لیے قدسیۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے پاک کے لئے، طاھر، تقی، طیب حسن، جید کا لفظ استعمال کیا گیا ہے.[4]

انسائیکلوپیڈیا ریلجن اینڈ ایتھکس میں تقدس کو پرہیز گاری، زہد اور پاک کے معنی لکھا گیا ہے۔[5] مغرب میں تقدس کو ذاتی کمال نہیں سمجھا جاتا۔ تقدیس ذاتی پرہیز گاری نہیں ہے جو کسی مخلوق کی عادات، اعمال اور رویوں پر انحصار کرتی ہو۔ تقدس خدا کے فضل اور قدر دونوں کو جوڑتا ہے، زہد پیدا کرتا ہے اور حیات کو جلا بخشتا ہے۔[6] گویا تقدس خدا کے فضل اور حکم سے خاص لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ مغرب میں تقدس سماوی مذاہب میں سب سے مقدس لفظ سمجھا جاتا ہے یہ لفظ خدا کی ذات کے لئے بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔

Holiness is the great word in religion. It is even more essential than the nation of God. [7]

یعنی تقدیس حقیقت پسند مذاہب میں الوہیت کے قطعی تصور کے بغیر موجود نہیں ہو سکتا اور کوئی مذہب بھی مقدس یا غیر مقدس کے درمیان تفریق کے بنا نہیں پایا جاتا۔ عہد نامہ جدید میں مقدس شخص کا اچھا ہونا ضروری نہیں بلکہ یہ خصوصیت تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔[8]

برگزیدہ شخصیات کے پیچھے کوئی اعلی قوت کار فرما ہوتی ہے۔ جبکہ عہد نامہ جدید میں اخلاقیات کو پرہیز گاری اور تقدس سے کہیں زیادہ بالاتر سمجھا جاتا ہے۔[9]

دنیا میں بہت ساری چیزوں کے بارے میں بہت سی اقوام کے ہاں تقدس کے اپنے اپنے پیمانے اور افکار و اقدار ہوتے ہیں جب کوئی انسان ان سے روگردانی کرتا ہے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔

اسلامی نکتہ نظر میں تقدیس کا دائرہ کار: دور حاضر میں بین المذاہب ہم آہنگی نے نبوت سے منسلک روایات کو ترویج دی ہے اور گاہے بگائے بانیان مذاہب کا تقدس زیر بحث رہتا ہے۔ لہذا زیر بحث موضوع میں تقدس نبوت کے لوازمات کے پیش نظر اسلام میں انبیا کی تقدیس کے لوازمات کو پیش کیا جائے گا۔ اس حوالہ سے درج ذیل امور زیر بحث لائے جائیں گے۔

تقدس نبوت:

نبوت[10] ایسا مقدس منصب ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے والے انبیائے کرام ہر لالچ اور ہر مادی معاوضے کی خواہش سے پاک تھے۔ وہ امانت دار، مخلص اور بے غرض لوگ تھے

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس دنیا میں نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ بر سر عام یہ ثابت کرے کہ وہ نبوت کا رمز شناس ہے اور وہ جو تعلیم دے رہا ہے وہ غلطی اور گمراہی سے پاک ہے۔[11]

ذوالنون مصری نے کہا ہے زہد حکمت کی وارث ہے اور حکمت صحت کی وارث ہے۔ آدمؑ، شیثؑ، ادریسؑ، نوحؑ، شعیبؑ، داوٗدؑ اور سلیمانؑ یہ تمام حکماء اور فضلا اور اللہ کے انبیاء ہیں۔[12]

سقراط ایک یونانی فلاسفر تھا اور یونان میں اسکو نبی کا درجہ پر مانا جاتا تھا۔ سقراط نبوت کو خاص حکمت سے منسوب کرتا ہے۔ یہاں ایک بات واضح ہوتی ہے کہ جب تک اللہ نا چاہے تو نہ کوئی حکمت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی نبوت کے مرتبے پر فائز ہو سکتا ہے۔[13]

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔ (النحل،۱۶:۳۶)

"اور ہر قوم میں ہم نے ایک رسول کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو اور بتوں سے پرہیز کرو"۔

برگزیدہ اشخاص جو منصب نبوت کے لیے انسانوں میں سے ہی منتخب کیے جاتے تھے۔ اپنی سیرت و کردار کے لحاظ سے اپنے ہم قوموں کے لیے مثالی نمونہ ہوتے تھے۔

ابن خلدون کے نزدیک انبیا کرام معتدل لوگوں میں ہی بھیجے جاتے ہیں کیونکہ انبیا انہی لوگوں بھیجے جاتے ہیں جو نوع انسان میں اپنی پیدائیش و اخلاق کے اعتبار سے انتہائی کامل ہوا کرتے ہیں۔[14]

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۔(فاطر،۳۵: ۲۴)

"اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو"۔

یہ قرآنی تصور نبوت کی خصوصیت ہے کہ اس نے وحی آسمانی اور ہدایت الہی کا فیضان کسی ایک قوم یا جغرافیائی خطہ سے مخصوص نہ کرتے ہوئے اس کو تمام بنی نوع انسان کے لیے عام قرار دیا ہے۔ یہ پیغام حق، توحید الہی اور عمل صالح کی دعوت تھی جس کے لیے مختلف جگہوں اور زمانوں میں انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے۔[15]

علامہ حقانی فرماتے ہیں: جب حکمت الہی اور رحمت نامتناہی خلق کی اصلاح چاہتے تھے تو ان سب میں اعلی شخص کو پیدا کرتے ہیں کہ وہ خلق کو تاریکی سے روشنی میں لاتا ہے اور اس کا نفس قدسی اس درجہ صاف ہوتا ہے کے اس کی روسے شنی لوگ منور ہوتے ہیں۔[16] تو واضح ہوا کہ ایک نبی مبلغ اعظم، معلم اعظم، مرشد اعظم اور مصلح اعظم کی خصوصیات سے مزین ہوتا ہے رسول ایک مقدس انسان ہوتا ہے اگر اسکا درجہ نہ مانا جائے تو یہ اس کی رسالت کا انکار ہوتا ہے۔[17]

امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں ایک مقدس انسان کے لیے یہ درجہ نہ ماننا کہ یہ مقدس انسان جو کچھ کہہ رہا ہے وہ خدا کا حکم دے رہا ہے لیکن یہ رسالت کا انکار ہے اگر یہ درجہ تو مان لیا جائے مگر اسے رسول کا نام نہ دیا جائے تو کیا یہ قومی کفر نہیں ہے چنانچہ بنی اسرائیل سے پہلے کی قومیں لفظ رسول استعمال نہیں کرتیں اس لیے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے کہ پہلے کوئی رسول ہی نہیں آیا۔[18]

انبیا کے مناصب کے متعلق ہمیشہ سے ہی غلط فہمیاں پیدا کی جاتی رہی ہیں۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ (هود:۳۱)

اور میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس تمام خدائی خزانے موجود ہیں اور نہ ہر غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

مولانا ماجدی فرماتے ہیں کہ پیغمبر کی اس تقریر میں وقت کی ایک ایک گمراہی کا رد موجود ہے۔ جاہل قومیں تو بس یہی چاہتی ہیں کہ جس کا دامن پکڑیں اس کے وسیلہ سے دینوی ترقی بھی ہر قسم کی حاصل ہو جائے، جاہل قوموں نے بزرگی کا ایک لازمہ غیب دانی کو بھی سمجھا ہے۔[19]

اسی طرح بعض اقوام نے انبیاء کرام کو منصب رسالت سے مبرا سمجھا اور خدا کا بیٹا بنالیا حالاں کہ قرآن مجید میں بھی اعلان کر دیا۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔(مریم: ۱ ۳۶)

بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو لیکر جو بنیادی غلط فہمی معاشرے میں نظر آتی ہے ان کو خدا کی اولاد سے مشابہت دینا اور انکو تعظیم میں غلو کرتے کرتے انہیں خدائی کے مرتبے تک پہنچا دیا۔ اس طرح بعض انبیاء کو ان کی قوموں نے خدا کا بیٹا بنالیا حالانکہ انہوں نے ایک طرف تو انبیاء کرام کو مرتبے میں خدائی تک پہنچا دیا گیا۔[20]

عصمت انبیاء خاصہ نبوت:

ابن منظور لکھتے ہیں۔

العصمة فی کلام العرب المنع، وعصمة اللہ عبده : ان یعصمه مما یوبقه [21]

عرب کے کلام میں عصمت کا معنی روکنا اور محفوظ رکھنا ہے اور جب اللہ تعالی کی طرف سے بندے کی عصمت ہو تو پھر اسکا مطلب ہے کہ اللہ تعالی کا بندے کو ان چیزوں سے بچانا جو اسے ہلاک کرنے والے ہوں۔

سید شریف جرجانی کہتے ہیں

العصمة ملكة اجتناب المعاصی مع التمكن منها[22]

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

گناہوں پہ قدرت کے باوجود ان سے بچنا عصمت کہلاتا ہے۔ گویا علمائے لغت کے نزدیک عصمت کے معانی بچنا، محفوظ رہنا اور گناہ کی قدرت کے باوجود اس سے دور رہنا کا مفہوم مشترک نظر آتا ہے۔

انبیاء وکرام کی عصمت کی حفاظت اللہ تعالی نے مختلف طریقوں سے کی ہے۔ اولاً ان کو صاف جوہر سے مزین کیا ثانیاً انہیں روحانی جسمانی فضائل سے آراستہ فرمایا، ثلاثہ ان کی مدد کی اور ثابت قدم رہنے پر استقلال بخشا۔ ان پر اپنی طرف سے سکینت نازل کی ان کے دلوں کی حفاظت کی اور انہیں اپنی توفیق خاص سے نوازا۔[23]

قاضی عیاض کہتے ہے! انبیاء اسلام توحید ایمان اور وحی کے معالمے میں مضبوط تھے اور وہ معصوم بھی تھے ان کے علاوہ دیگر معاملات کے اعتبار سے بھی ان کے قلوب علم ویقین سے لبریز تھے اور علم ویقین نیز دینی ودنیاوی معالات کے سلسلے میں بھی کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے وہ ناواقف تھے[24] قریش نے ہمارے نبی پر بہت سے بہتان باندھے ہیں اور کفار نے ہمیشہ اپنے اپنے نبیوں کو ہر ممکن طریقے سے عار دلائے اور ان پر وہ الزامات تراشے جن کا ذکر قرآن میں بھی صاف طور پر نظر آتا ہے۔[25]

غلام رسول سعیدی کہتے ہیں: انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت چونکہ قرآن مجید کے قطعی دلائل سے ثابت ہے اس لیے وہ واجب الثبوت ہے۔[26]

انبیاء کرام علیہم السلام کی برگزیدگی:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت ورسالت کے لیے مخصوص کر دیا اور ان کو تمام عالم میں فوقیت عطا فرمائی۔

وَ اِنَّہُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ (ص،۳۸: ۴۷)

”اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے“۔

مولانا حقانی فرماتے ہیں کہ رسول کی اطاعت پر محبت کے محض کرنے سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ بندے، سب برابر ہیں۔ ان کی اطاعت کس لیے؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا نے ان کو برگزیدہ کر لیا ہے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھے اور برگزیدگی اس کے علم وحکمت پر منحصر ہے اس میں قریش کے شبہ کا بھی جواب ہے۔ وہ کہتے تھے محمد ﷺ اپنی اطاعت کراتا ہے۔ حالانکہ ہم ہی میں سے ایک شخص ہے جواب یہ ہوا کہ سلسلہ نبوت قدیم سے چلا آتا ہے اور نوح ابراہیمؑ وغیرہ بھی اسی طرح برگزیدہ قابل اطاعت تھے یہ کوئی نئی آیات نہیں اور یہ برگزیدگی خدا کے ساتھ اس کا ارتباط خاص تھا۔[27]

آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو من حیث المجموع اپنے چنے ہوئے بندے اور اور نیک ہستیاں قرار دیا ہے۔ جو ان کی معصومیت پر واضح اور روشن دلیل ہے۔

وَاذْکُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ ٥اِنَّآ اَخْلَصْنٰہُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ ٥وَاِنَّہُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ٥وَاذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَا الْکِفْلِ وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ (ص، ۳۸: ۴۵ تا ۴۸)

”اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کو بھی یاد کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات کے لیے جو دار آخرت کا یاد کرنا ہے منتخب کر لیا تھا، اور وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگوں میں سے تھے اور اسمعیلؑ اور الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کو بھی یاد کرو اور یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے یہ نصیحت ہے اور البتہ پرہیزگاروں کے لیے عمدہ مقام ہے“۔

مولانا عبدالحق حقانی فرماتے ہیں کہ یہ ان تین بزرگوان انبیاء اور اولوالعزم انبیاء کا ذکر ہے کہ وہ بڑے قوت والے تھے۔ عبادت ونصیحت کے لیے انکے دل بڑے قوی تھے اور بڑے بینائی والے بھی تھے ہر بات سے عمدہ نتائج نکالتے تھے آیات الٰہی میں غور کرتے تھے۔ علمی وعملی دونوں قوتیں ان کو حاصل تھیں۔[28] اور اللہ نے ان کو ان جیسے لوگوں پر برگزیدگی عطا کی تھی اور ان میں سے ان کو منتخب کر لیا تھا۔

ثناءاللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں یہ انبیا ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک تھے بایں ہمہ ان پر قوم سے کیا کیا تکلیفیں پڑیں۔ اور انہوں نے صبر کیا دل میں تنگی پیدا نہ ہوئی اس سے ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء معصوم تھے۔ پس وہ جو بے ہودہ قصے ان کی طرف منصوب ہیں محض جھوٹ ہیں۔[29]

پیغمبروں میں تفریق کی ممانعت:

اسلام میں انبیا کرام کو ایک خاص تقدس حاصل رہا ہے۔ آنحضرت کی بعثت سے قبل دنیا کی ہر قوم کا یہ خیال تھا کہ انکا رسول خدا کا مقدس وبرگزیدہ ہے۔ لیکن قرآن نے اسکے برعکس نظریہ پیش کیا اور تمام نبیوں کے درمیان فرق کرنے والوں کو قرآن مجید میں سراسر کافر قرار دے دیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ٥اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّہِیْنًا (النساء،۴: ۱۵۱:۱۵۰)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو ہیں مانیں گے اور کفر وایمان کے بیچ ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے“۔

ابن جریر نے قتادہ رحمتہ اللہ علیہ روایت کیا کہ یہ لوگ یہودی اور نصرانی اللہ کے دشمن ہیں یہودی تورات اور موسیٰ پر ایمان لائے اور انجیل اور عیسیٰ کا انکار کیا (اسی طرح) نصرانی انجیل اور عیسیٰ پر ایمان لائے اور قرآن اور محمد ﷺ کا انکار کیا انہوں نے یہودیت اور نصرانیت کو اپنا لیا جو دونوں کی اپنی طرف سے اختراع ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور ان لوگوں نے اسلام کو چھوڑا حالانکہ یہی اللہ کا دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بھیجا۔[30]

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْہُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَہُمْ دَرَجٰتٍ

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"یہ سب رسول علیہ السّلام وہ ہیں جنھیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے اور بعض کے درجات بلند کئے ہیں ۔"

أبی سعیدٍ الخُدْری قال قال النبیﷺ لاتخیّروا بین الانبیاء۔"[31]

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت فضیلت دو پیغمبروں میں سے ایک کو دوسرے پر۔

عن ابن عباس عن النبیﷺ قال ما ینبغی لعبد أن یقول إنی خیرٌ من یونس بن متّی۔ [32]

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کو یوں نہ کہنا چاہیے کہ مَیں (یعنی محمد ﷺ) بہتر ہوں یونس علیہ السلام سے۔)

یہ آپ نے تواضع کی راہ سے فرمایا اس لیے کہ لوگ مجھ کو فضیلت دیتے دیتے انبیاء علیہم السلام کی تحقیر نہ کرنے لگیں۔ کسی شخص کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی طرف سے نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دے۔ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، مذکورہ حدیث کا جو مفہوم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو یونس متی پر فضیلت ہر گز نہ دے۔ کیونکہ کوئی شخص بھی نبی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ کتنا بڑا ولی اللہ ہو۔

سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔

"پیغمبروں میں تفریق کرنے کہ یہ معنی ہیں کہ ان میں سے بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں، اسلام نے اس کی ممانعت کی اور عام حکم دیا کہ دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول صادق اور راست باز تسلیم کیا جائے۔ [33]

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ سکن اور عدی بن زید نے کہا اے محمد ﷺ ہم نہیں مانتے کہ حضرت موسی کے بعد اللہ تعالی نے کسی انسان پر کچھ اتارا ہو اس بات پر [34]۔

علامہ شہرستانی فرماتے ہیں "یہود کا خیال ہے کہ شریعت بعثت ایک ہی ہے اور اس کی ابتداء وانتہا دونوں حضرت موسیٰ پر کی گئی ہے، ان سے پہلے شریعت نہیں ہو سکتی۔[35] بقول شہرستانی "یہود حضرت مسیحؑ کی اطاعت نہیں کرتے ان کے نزدیک ان کی حیثیت صرف اس قدر تھی کہ وہ حضرت موسیٰؑ اور تورات کی اتباع کریں مگر انہوں نے اپنے منصب سے تجاوز کر کے توراۃ میں تغیر و تبدل کر دیا۔[36]

لہذا انبیا کرام کی معصومیت اور گناہوں سے پاک ہونا اجماعی مسئلہ ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انبیا کرام گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہودیت و مسیحت کے دینی روایت کا ذکر کروں گی جن تعلیمات کا ذکر عہد نامہ قدیم اور جدید میں درج ذیل ہے۔

سماوی ادیان میں بانیان مذاہب کا تقدس:

جس شخص کو خداوند چن لے وہی مقدس ٹھہریگا۔ اے لاوی کے بیٹو! بڑے بڑے دعوے تو تمہارے ہیں"۔ (گنتی: باب ۱۶، آیت ۷)

پارکھ لکھتا ہے:

"اسرائیلی قافلہ دور موسیٰ تک لگ بھگ بیس لاکھ کی تعداد تک پہنچ گیا۔ یہ لوگ اپنے مقام کو بھول کر مصری تہذیب و تمدن کے مشرکانہ عقائد میں گرفتار ہوئے۔ یہی جرم صدیوں پہلے بنی اسرائیل کر چکے تھے۔ قتل انبیاء کرامؑ اور شرک جیسے عظیم اور ناقابل معافی جرم کے سبب ان پر اللہ تعالی کا غصہ بھڑک اٹھا اور فرعون کے غلامی میں یہ لوگ ایسے جکڑے گئے کہ حضرت موسیٰؑ جیسے جلیل القدر کلیم اللہ اور صاحب توراۃ نبی نہ بھیجے جاتے تو عام میں ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہ پاتا"۔[37]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہ لوگ اخلاقی انحطاط اور مذہبی عقائد کے بگاڑ کا شکار تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دعوت توحید دی، شرک اور بت پرستی کے تمام مظاہر سے اجتناب کرنے کی تلقین کی۔ بنی اسرائیل اللہ پاک کی پسندیدہ قوم تھی اور الہامی مذاہب میں یہودیت اور اسلام ہی ایسے مذاہب ہیں جو بت پرستی اور متعدد خداوں کی پوجا کو مسترد کرتی ہے اور ایک اللہ پر یقین رکھتی ہے۔ لہذا ایک یہودی کے نزدیک روئے زمین پر صرف حضرت موسی کے بعد کوئی بھی پیغمبر مبعوث نہیں کیا گیا اور یہودی ہی اللہ تعالی کی پسندیدہ قوم ہے۔

ہر دین کے پیروکار اپنے بانیان مذاہب کے احترام اور اعزاز کے قائل ہیں۔ لیکن یہودی قوم کا معاملہ اس ضمن میں بالکل جداگانہ ہے۔ وہ ایک طرف تو انبیاء و رسولوں کو خدا کا فرستادہ مانتے ہیں تو دوسری طرف ان کی سیرت و کردار پر ایسے اخلاق سوز الزمات لگاتے ہیں جن کا تصور رسول تو کجا ایک عام شریف انسان کے متعلق بھی نہیں کیا جا سکتا۔

کتاب پیدائش میں درج ہے کہ نوح فرد راستباز اور اپنے زمانے کے لوگوں میں بے عیب تھا اور نوح خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ (پیدائش، ۶، ۹) اور نوح کاشت کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اس نے اس کی شراب پی اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے پر برہنہ ہو گیا۔ (پیدائش ۱۲: ۲۰-۲۳)

بائبل مقدس میں حضرت ابراہیم کو نہایت بلند پایا اور بزرگ پیغمبر تھے "ابراہیم نے میری آواز کو سنا اور میری تاکید کی۔ میرے حکموں، میرے قوانین اور میرے آئین پر عمل کیا" (پیدائش ۵ : ۲۶)

خداوند نے سب باتوں میں ابراہیم کو برکت بخشی۔ (پیدائش، ۱: ۲۴)

یہودی نوشتوں میں ابراہیم علیہ السلام کے فضائل اس وقت بھی درج تھے اور آج تک لکھے چلے آ رہے ہیں۔

حضرت لوطؑ جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر پیغمبر تھے۔ ان پر اور ان کی صاحبزادیوں پر کتاب پیدائش میں ایک گھٹیا سا بہتان باندھا گیا اور ان کے تقدس کو پامال کیا گیا۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور وہ اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں (پیدائش ۱۹۔ ۳۲۔ ۳۳)

ابن حزم کہتے ہیں کہ ایسی بڑی باتیں جن سے اللہ پر ایمان لانے والوں اور انبیاء کے حقوق پہچاننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہیں یہ کسی احمق کا کلام ہے جو انتہائی کذب و کمزور ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ کل اولاد آدم کی نسل منقطع ہو چکی تھی اور دنیا میں کوئی نہ رہا تھا جو ان کے پہلو میں لیٹتا۔[38]

رحمت اللہ کیرانوی نے کہا" اس کی حالت پر سخت رونا آتا ہے ہم سخت افسوس کے ساتھ دینے دلوں میں خوف اور حیثیت لیے اصل میں کہ کیا یہی وہ شخص ہے کہ جو سدوم کی بستی کی تمام بدیوں اور گندگیوں سے پاک دامن رہا تھا۔[39]

یعقوبؑ حضرت ابراہیم خلیلؑ کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ کے صاحبزادے اور خود بھی نبی تھے۔ اسرائیل آپ ہی کا دوسرا نام ہے، توریت میں ہے:

"اور خدا نے اسے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے، تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائے گا بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا، سو اس نے اس کا نام اسرائیل رکھا" (پیدائش۔۳۵: ۱۱،۱)

"تب یعقوب نے اپنے گھرانے اور اپنے سب ساتھیوں سے کہا کہ بیگانہ دیوتاؤں کو جو تمہارے درمیان میں دور کرو"۔ (پیدائش، ۳۵: ۲)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوبؑ کی نہ صرف بیویاں بلکہ پورا گھرانہ اس وقت تک بتکدہ بنا ہوا تھا، اور یہ سب بت پرستی کر رہے تھے، یعقوبؑ کے گھرانے کی شان کو دیکھئے تو یہ حرکت بڑی ہی شنیع اور قبیح معلوم ہوتی ہے۔

"کہ صرف میں ہی خدائے واحد ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں، اور وہ میں ہی خدا ہوں جو تمہارے باپ دادا اور ابراہام، اسحاق یعقوب، کا خدا تھا"۔ (خروج، ۲۵:۳۱)

"موسیٰ وہارون سے خداوند نے کہا چونکہ تم نے میرا یقین نہیں کیا کہ بنی اسرائیل کے سامنے میری تقدیس کرتے"۔ (گنتی، ۲۰: ۱۲)

تم نے بنی اسرائیل کے درمیان میری تقدیس نہ کی، سو تو اس ملک کو اپنے آگے دیکھ لے گا (استثناء ۴۸ : ۵۲)

ان دونوں عبارتوں میں اس امر کی تصریح پائی جاتی ہے کہ موسیٰ اور ہارونؑ دونوں سے خطا صادر ہوئی، جس کے نتیجہ میں یہ دونوں ارض مقدس میں داخلہ سے محروم کر دیئے گئے۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش ایک معجزہ سے تعلق رکھتی تھی اور حضرت مریم اللہ کی برگزیدہ عورتوں میں شمار کی گئیں۔

"وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ہو سکتا ہے"۔ (ایوب: ۲۵ : ۴)

پولس لکھتا ہے: "مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" (گلتیوں کے نام، ۱۳: ۱۳)

مسیحی تعلیمات کے مطابق حضرت عیسیٰ بیک وقت خدا بھی تھے اور انسان بھی، اس حوالے سے آگسٹائن لکھا ہے۔ "پھر خدا نے انسان کو اپنی مشابہت پر پیدا کیا"۔[40]

"علی ہذا قیاس خدائی حیثیت سے انہوں نے انسان کو پیدا کیا اور انسانی حیثیت سے وہ خود پیدا کئے گئے"۔[41]

معروف امریکی ماہر علم الٰہیات الیف الیف بروس:

"نجات بخشش ایمان وہ ہے جو مسیح کے جی اٹھنے پر ہے۔ اور اگر مسیح نہیں جی اٹھا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے۔ تو تم اپنے گناہوں میں گرفتار ہو"۔[42]

جن بزرگوں کی نبوت مسلم ہے ان میں سب سے بڑھ کر ظلم عیسیٰ علیہ السلام پر کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ ویسے ہی ایک انسان تھے جیسے سب انسان ہوا کرتے ہیں۔ بشریت کی تمام خصوصیتیں ان میں بھی موجود تھیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت و نبوت اور اعجاز کی قوتیں عطا فرما کر ایک بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کے لیے مامور فرمایا تھا۔ منزالفت عزیز الصمد لکھتی ہیں۔

"For the life of Jesus and the stories of the early Christian church, we have no testimony from secular history, the gospel according to Matthew. Luke mark and Jhon give for different account of the life and teaching of Jesus." [43]

بعض مسیحی علماء مثلاً J.M Robertson اور Arther Drew نے تو ایک عمر تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جس شخصیت کو حضرت مسیح علیہ السلام بتایا گیا ہے۔ تاریخ میں کبھی اس کا وجود ہی نہیں ہوا اور یہ سب ایک موضوع افسانہ ہے جو علماء اس حد تک نہیں گئے انہوں نے بھی انجیل کے مذکورہ واقعات اور تاریخوں پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔

قاضی منصورپوری فرماتے ہیں قرآن مجید کا یہ احسان عیسائیت پر ہمیشہ رہے گا کہ اس نے یہود قوم کو کاذب ٹھہرایا اور مریمؑ کو صدیقہ بتا کر ابن مریم کی شان کو بلند فرمایا"۔[44]

عہد نامہ عتیق وجدید کے نوشتوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہود کے ہاتھ انبیاء و صلحاء کے خون ناحق سے رنگے ہوئے ہیں وہ حضرت زکریاؑ، یحییٰ، یرمیاہ اور یسعیاہ کے قتل اور حضرت عیسیٰؑ کے اقدام قتل کے مرتکب ہوئے۔

اس سلسلہ میں چند شہادتیں ملاحظہ ہوں

تمہاری ہی تلوار پھاڑنے والے شیر ببر کی مانند تمہارے نبیوں کو کھا گئی ہے۔ (یرمیاہ، ۲: ۳۰)

کیونکہ بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھادیا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا" (عموس ۱۹، ۱۵)

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اے سانپو! دیکھو میں نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ ان میں سے تم بعض کو قتل اور مصلوب کروگے (متی:۳۶،۲۳)

حضرت عیسی نے دوران تبلیغ بار بار اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ تم لوگ نفرت وعداوت میں اتنا بڑھ چکے ہو کہ پیغمبران خدا کو ناحق قتل کرنے سے باز نہیں آئے۔ اللہ پاک کے نبی کی حیثیت سے اللہ کا پیغام سنانے کے باوجود بھی آپ کی قوم آپ کو بھی صلیب دینے کی ناپاک جسارت کر بیٹھی۔ انبیاء کرام پر الزامات کو لگاتے ہوئے ان کے تقدس، تعظیم وتوقیر، کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور ان مذہبی شخصیات کی ذاتی زندگی پر گستاخانہ حملے کئے گیے ہیں کہ کوئی بھی پیروی کرنے والا شخص انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ کہ یہ کیسی تحریف اور تحقیر ہے کہ جو الزامات عام انسان پر لگانے سے منع کیے گئے ہیں۔ وہ الزامات مذہبی شخصیات پر بڑے ہی سہل انداز سے لگا دیئے جاتے ہیں۔ تمام پیغمبران خدا انسانوں کی ہدایت ور ہنمائی کے لیے مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مقام تمام انسانوں سے بلند وارفع رکھا ہے۔ اوران تمام انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے۔ ان میں تفریق کی ممانعت فرمائی ہے اور ان کے تقدس وناموس کی حفاظت کرنے کا حکم فرمایا ہے

عالمی تہذیب کے استحکام وفروغ کے لیے رواداری ایک ایسا پہلو ہے جس کے بغیر بقاء حیات اور استحکام اجتماعی ممکن ہی نہیں۔ مذہبی رواداری کو روشنی میں بنی نوع انسان کے اندر برداشت اور عفوودر گزر کا عنصر پیدا کیا جائے۔ اسلامی تہذیب میں مذہبی آزادی کا احترام دوسرے مذاہب کا تقدس اور احترام کا حکم دیا گیا ہے۔ اقلیتوں کو مذہبی عصبیت کے بناء پر تنگ نہ کیا جائے بلکہ اُن کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ملکی وغیر ملکی نصاب میں مذہبی شخصیات، متعقدات کے تقدس کے لیے خاص مضمون وضع کیے جائیں۔ جن سے ان شخصیات کی روحانی معرفت پہچانا جاسکے۔

حوالہ جات

1 ابراہیم مصفی، العجم الوسیط (عربی اُردو لغت)، مترجم ابن سرور محمد حسین، ص ۸۶۶

2 عثمانی، خلیل اشرف، المنجد، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی، ص ۷۸۲

3 اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، ص ۸۶۷

4 القاموس الجدید، ص ۸۸۲

5 Encyclopedia Religion and Ethics, Amiel's Journal, Eng. Tr. London, 1892, Print. 2007, Vol. 6, P. 745

6 Ibid, Vol.6, P. 731

7 Ibid. Vol.6, P. 745

8 Ibid. Vol.6, P. 748

9 Ibid. Vol.6, P. 745

10 نبوت (ع): مادہ نبا: بعض نے ن، ب، ی بھی تجویز کیا ہے۔ نبوت کے لغوی معنی ارتقاع، بلندی، رفعت، علو، اونچی شان، بلند منصب کی وجہ سے نبوت کہا گیا۔

11 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۶ھ)، حجتہ البالغہ، ج ۲، ص ۱۲۸۶ھ میں مولانا جمال الدین م ۱۲۹۹ھ کے ایما پر مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی۔

12 شمس الدین الشھزوری، تاریخ الحکماء قبل ظہور الاسلام وبعدہ، تحقیق عبد الکریم، بیبلیون باریس، اشاعت ۲۰۰۷ء، ص ۳۷

13 ایضاً، ص ۳۷

14 ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ج ۱، ص ۱۹۰

15 حقانی، محمد عبد الحق مولانا، (م ۱۶۴۲) فتح المنان (المشہور بہ تفسیر حقانی)، جلد اول، ص ۲۹

16 ایضاً، ص ۲۹

17 عبد الماجد دریابادی، (م ۱۹۷۷) تفسیر ماجدی، جلد اول، ص ۲۵۱

18 عبید اللہ، سندھی، (م ۱۹۴۴) قرآنی شعور وانقلاب، مطبع علی فرید پرنٹرز، لاہور، اشاعت ۲۰۰۹ء، صفحہ ۵۲۸

19 مولانا عبد الماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، ج دوئم، ص ۵۲۰

20 ایضاً، ص ۲۲۸

21 ابن منظور، محمد بن مکرم، جمال الدین (م ۷۱۱) لسان العرب، بولاق، مصر ۱۳۰۸، ج ۱۲

22 الجرجانی، شریف علی، سید (متوفی ۸۱۶) التعرفیات، دار المنار اللطباعہ، والنشر س، ن ص ۱۰۸

23 راغب اصفہانی، حسین بن محمد (متوفی ۵۰۲) المفردات فی غریب القرآن کراچی قدیمی کتب خانہ، ص ۳۴۰

24 قاضی عیاض، ابو الفضل بن موسی الحیصبیی، متوفی ۵۴۴، الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، وحاشیہ، الثمنی، دار الفکر، اشاعت اپریل ۱۹۸۳ء جلد دوم، ص ۱۷۷

25 ایضاً ج دوم، ص ۱۶۴

26 سعیدی، غلام رسول، علامہ، (متوفی ۲۰۱۶) شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال لاہور، طباعت الحادی عشر ۱۴۲۵/۲۰۰۴ء ج ۷، ص ۲۷۹

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

[27] عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی، جلد اول، ص ۶۴۸

[28] عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی، جلد سوم، ص ۵۴۷

[29] ثناالله پانی پتی، تفسیر مظہری، جلد دہم، صفحہ ۸۴

[30] امام جلال الدین سیوطي، تفسیر در منثور، جلد ۲، ص ۷۳۷

[31] امام جلال الدین سیوطي، تفسیر در منثور، جلد ۲، ص ۷۳۷

[32] بخاری، ابوعبدالله محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب الانبیاء، ج ۱، رقم الحدیث ۳۴۱۳

[33] ندوی، سید سلیمان، سیرۃ النبی ﷺ، ج ۴، ص ۵۸۵

[34] ابن کثیر، تفسیر کثیر، جلد دوم، ص ۲۷

[35] ابو محمد علي بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی الظاہری، (متوفی ۴۵۶ھ) الملل والنحل، طبع اول، مطبوع ادبیہ مصر، ۱۳۲۰ھ، ج ۲، ص ۵۰

[36] ایضاً، ج ۱، ص ۲۴۴

[37] پاریکھ، عبدالکریم، قوم یہود ہم اور قرآن، ص ۳۵

[38] ابن حزم اندلسی، الملل والنحل، مترجم عبدالله عمادی، لاہور، عمر فاروق اکیڈمی، ۱۹۴۵ء، ج ۱، ص ۲۴۴

[39] کیرانوی، رحمت الله کرانی، اظہار الحق، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، ۲۰۰۴ء، ج ۳، ص ۳۹۰

[40] اکبر علی، مولانا، بائبل سے قرآن تک، جلد اول، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۰۴ء، ص ۶۹ بحوالہ، اگسٹائن، دی سٹی آف گارڈ، ج ۲، ص ۵، باب ۳۳

[41] ایضاً

[42] ایف ایف بروس، مترجم، جیکب سموئیل، ٹنڈیل سلسلہ تفاسیر، رومیوں کے نام خط، مسیحی اشاعت خانہ لاہور، ص ۲۳۳

[43] Miss Ulfat Aziz-ul-samad، The great religion of the world, p. 158

[44] قاضی محمد سلیمان منصورپوری م ۱۹۳۰، رحمۃ اللعالمین، لاہور مکتبہ جدید، اشاعت ۲۰۰۶، ج ۲، ص ۲۶۵